© rasailojaraid.com

تاریخ وسیر

جناب عبدالرشید عراقی
سوہدرہ (گوجرانوالہ)

امام شیخ رضی الدین حسن صغانی محدث لاہوری

سنہ ۵۷۷ھ ـــــــ سنہ ۶۵۰ھ

قرآنِ مجید کے بعد مسلمانوں کا اصلی دارومدار ان احادیثِ نبوی پر ہے، جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واسطہ سے صحیح اور مستند طریقہ پر ان تک پہنچی ہیں۔ قرآنِ مجید میں جو اصول، بنیادی تعلیمات وہدایات اور مجمل احکام بیان کیے گئے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقوال واعمال کے ذریعہ ان کی تشریح وتفصیل کی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کا اصل سرمایہ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

احادیث کی جمع وتدوین کا آغاز پہلی صدی ہجری کے آخر میں ہوا، اور اس کے بعد اس میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ محدثین کرام نے احادیث کی جمع وتدوین میں جو زرین کارنامے سرانجام دیئے، وہ مسلمانوں کی تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے۔

امام شیخ رضی الدین حسن صغانی لاہوری (م سنہ ۶۵۰ھ) کا شمار اجلہ محدثینِ کرام میں ہوتا ہے۔ آپ کی تصنیف "مشارق الانوار" حدیث کی مشہور ومعروف کتاب ہے، اس کتاب کی وجہ سے آپ کو بہت شہرت نصیب ہوئی۔

نام ونسب:

شیخ رضی الدین حسن عربی النسل تھے۔ آپ کے والد حسن بن محمد بن حسن صغان کے علاقہ سے ہجرت کر کے پنجاب کے دارالخلافہ لاہور میں آباد ہوئے۔ آپ کا تعلق قبیلہ قریش کے اس خاندان سے تھا، جس میں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے۔ ؎۱

ولادت :

امام رضی الدین ۵۷۷ھ؍۱۱۸۱ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔
مولانا حکیم سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) نے آپ کا سنِ ولادت ۵۵۷ھ؍۱۱۶۱ء لکھا ہے، جو غالباً کتابت کی غلطی ہے۔ ؎۲

اساتذہ :

شیخ رضی الدین صغانی نے سب سے پہلے اپنے والد علامہ حسن بن محمد بن حسن سے تعلیم حاصل کی۔ اور تمام علومِ اسلامیہ میں مہارتِ تامہ حاصل کی۔

تحصیلِ تعلیم کے لیے سفر :

مزید علوم کی تحصیل کے لیے آپ سب سے پہلے بغداد گئے۔ یہاں آپ نے ابومنصور سعید بن محمد سے ــــ جو اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور محدث تھے ــــ جملہ علومِ اسلامیہ کی تحصیل کی، اس کے بعد آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے امام برھان الدین ابوالفتوح نصر بن ابی الفرج محمد بن علی غضری (م ۶۱۹ھ) سے جملہ علومِ اسلامیہ میں استفادہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے صاحبِ ہدایہ کے فرزند علامہ نظام محمد بن حسن مرغینانی، جو فقہ میں ایک ممتاز مقام کے حامل تھے سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔ ؎۳

تلامذہ :

امام رضی الدین صغانی کے تلامذہ میں ممتاز علمائے کرام کے نام ملتے ہیں۔ ہندوستان میں صغانی کے تلامذہ میں ایک شیخ برھان الدین محمود دہلوی بھی تھے ــــــ جن کے بارے

؎۱ کتاب الانساب ورق ۳۸۶ ۔ ؎۲ بغیۃ الوعاۃ ص ۲۲۷ ، الفوائد البھیہ ص ۲۹۔
؎۳ نزہۃ الخواطر ج ۱ ص ۱۳۷ ؎۴ الفوائد البھیہ ص ۶۰۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علامہ سید سلیمان ندویؒ (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں :

"امام صغانی کے شاگرد مولانا برہان الدین محمود دہلوی تھے۔ وہ امام مرغینانی صاحبِ ہدایہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہدِ حکومت میں ہندوستان آئے اور "مشارق الانوار" کا درس دینا شروع کیا ـــــ دہلی میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے، ان کے خاص شاگرد مولانا کمال الدین زاہد دہلوی تھے۔ انھوں نے "مشارق الانوار" کی سند مولانا برہان الدین محمود سے حاصل کی۔ آپ علمِ حدیث میں یگانۂ روزگار تھے اور دہلی میں اس کا درس دیتے تھے۔ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے چاہا کہ ان کو اپنا امام مقرر کرے، مگر انھوں نے قبول نہیں کیا، حضرت نظام الدین نے حدیث ان ہی سے پڑھی تھی۔ مشارق الانوار کا درس بھی ان سے لیا اور اس کو زبانی یاد کیا۔ ؎۱

جامعیت :

امام رضی الدین حسن صغانی جملہ علومِ اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، تاریخ، ادب و لغت اور شعر و سخن میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ علمائے کرام اور اربابِ سیر نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ آزاد بلگرامی لکھتے ہیں :

"وفنونِ کثیرہ تحصیل نمود و استعداد عالی بہم رساندہ" ؎۲

"متعدد فنون کی تحصیل کی اور ان میں عالی استعداد بہم پہنچائی"

مولانا عبدالحی فرنگی محلی (م ۱۳۱۴ھ) لکھتے ہیں :

"ذا مشارکۃ تامۃ فی العلوم" ؎۳

"علوم میں مکمل دستگاہ رکھتے تھے۔"

لیکن حدیث، فقہ، لغت، اور ادب میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ اور ان علوم میں ممتاز مقام کے حامل تھے۔

؎۱ مقالاتِ سلیمان ج ۲ ص ۲۹، ۳۰، ؎۲ مآثر الکرام ج ۱ ص ۱۸۱، ؎۳ الفوائد البہیہ ص ۲۹۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث :

امام رضی الدین حسن صغانی حدیث سے خاص اشتغال رکھتے تھے اور برصغیر کے علمائے حدیث میں ان کا نام سرِفہرست آتا ہے۔ ۶۱۵ھ میں آپ بغداد تشریف لے گئے اور کئی سال تدریس و تصنیف میں گزارے تو بڑے بڑے علمائے کرام اور اربابِ کمال سے اپنی علمی قابلیت کا لوہا منوایا۔ ان کی غیر معمولی شہرت و عظمت و مقبولیت کا ایک سبب حدیث میں ان کی بالغ نظری اور امتیاز و کمال بھی ہے۔ علمائے کرام اور اربابِ سیر نے ان کی فنِ حدیث میں تبحرِ علمی، مہارتِ تامہ کا اعتراف کیا ہے، اور ان کو حدیث کے متعلقہ علومِ رجال، جرح و تعدیل اور توثیق و تصنیف کا امام تسلیم کیا ہے۔

علامہ آزاد بلگرامی لکھتے ہیں :

"درفقہ و حدیث و علومِ دیگر پایہ عالی داشت" ؎۱

یعنی "فقہ، حدیث اور دیگر علوم میں بلند مقام کے حامل تھے"

مولانا عبدالحی فرنگی محلی (م ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں کہ :

"امام رضی الدین حسن صغانی ابنِ جوزی اور صاحبِ سفر السعادۃ کی طرح حدیث کے کے باب میں متشدد تھے" ؎۲

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۲ھ) لکھتے ہیں :

"امام رضی الدین صغانی لغت و حدیث میں امام تھے" ؎۳

محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں ــــ رئیس بھوپال (م ۱۳۱۷ھ) لکھتے ہیں :

"اصحابِ سیر نے ان کو محدّث کے لقب سے موسوم کیا ہے" ؎۴

فقہ :

امام رضی الدین حسن صغانی فقہ میں کامل عبور رکھتے تھے۔ صاحبِ ہدایہ کے فرزند علامہ

؎۱ مآثر الکرام ج ۱ ص ۸۱ ؎۲ الفوائد البہیہ ص ۳۰ ؎۳ مقالاتِ سلیمان ج ۲ ص ۶
؎۴ اتحاف النبلاء ص ۲۴۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عمر بن علی مرغینانی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی، جو فقہ میں مہارتِ تامہ کے حامل تھے۔ سلطان قطب الدین ایبک نے امام صغانی کو لاہور کا قاضی مقرر کرنا چاہا تھا، مگر آپ نے یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار کی وجہ اربابِ سیر نے یہ بیان کی ہے کہ ان کی طبیعت میں حد درجہ استغناء تھا اور عہدہ و منصب، جاہ و حشمت سے انھیں کوئی رغبت نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے یہ پیشکش ٹھکرا دی اور آپ غزنہ تشریف لے گئے۔ امام صغانی کے فقہ میں عبور کا اربابِ سیر اور ائمہ کرام نے اعتراف کیا ہے[1]۔ علامہ عبدالحی بن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) نے شذرات الذہب میں ان کی فقہی بصیرت کا تذکرہ کیا ہے۔ [2]

لغت و ادب:

شیخ رضی الدین حسن صغانی لغت و ادب میں بھی کامل عبور رکھتے تھے اور عالم اسلام میں ان کی شہرت امامِ لغت و ادب کی وجہ سے ہوئی۔ اہلِ علم نے اس سلسلہ میں ان کی علمی بصیرت کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ عبدالحی بن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) اور حافظ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے لکھا ہے کہ:

"لغت کی معرفت ان پر تمام ہو گئی"۔ [3]

شعر و سخن:

امام صغانی کو شعر و سخن کا اچھا ذوق تھا، اور خود بھی شعر موزوں کرتے تھے۔ برجستہ اشعار کہتے تھے اور ان کے اشعار میں بڑی روانی اور آمد ہوتی تھی۔ علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے بغیۃ الوعاۃ میں ان کے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں۔

فضل و کمال:

امام صغانی اپنے دور کے ممتاز علماء میں سے تھے اور جملہ علوم اسلامیہ میں مہارتِ تامہ

---

[1] نزہۃ الخواطر ج ۱ ص ۱۲۷۔ [2] شذرات الذہب ج ۵ [illegible]۔

[3] شذرات الذہب ج ۵ ص ۲۵۰، بغیۃ الوعاۃ ص ۲۲۷۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رکھتے تھے۔ اربابِ سیر نے ان کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ عبدالقادر بن احمد قرشی (م ۷۷۵ھ) نے لکھا ہے کہ:

"امام صغانی ادب و لغت میں امامت کے درجہ پر فائز تھے۔" ؎۱

مولانا آزاد بلگرامی تحریر فرماتے ہیں:

(ترجمہ) "بلند مرتبہ عالم اور معانی کے رموز سے واقف تھے۔" ؎۲

صاحب نزہۃ الخواطر مولانا سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) نے لکھا ہے کہ:

"ان کی تصنیفات بہت مشہور و مقبول ہوئیں، اور ان کے علم و کمال کے سامنے علمائے زمانہ سرنگوں ہو گئے۔" ؎۳ (جاری ہے)

؎۱ الجواہر المضیعہ ص ۲۰۱۔ ؎۲ مآثر الکرام ج ۱ ص ۱۸۱۔ ؎۳ نزہۃ الخواطر ج ۱ ص ۱۲۸۔

شعر و ادب

جناب فضل ابنالوی

محمد مصطفےٰ کا نامِ نامی

رسولؐ اللہ کی عالی مقامی — تھے جبریلِ امینؑ ان کے پیامی
بفضلِ ایزدی سب کے لبوں پر — ہے جاری آپؐ کا اسمِ گرامی!
شبِ معراج بخشا تھا خدا نے — رسولؐ اللہ کو شرفِ ہم کلامی
بساطِ ہر دو عالم پر ہے جاری — بفضلِ کبریا فیضِ دوامی

قسم اللہ کی ہے جاں سے پیارا
محمدؐ مصطفےٰ کا نامِ نامی

© rasailojaraid.com